Al-Raqīm (Research Journal of Islamic Studies)
ISSN: 3006-2225 (Print), 3006-2233 (Online)
Volume 03, Issue 02, July-December 2025.
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/alraqim/index
Publisher: Department of Islamic Studies, The Islāmia University of Bahāwalpur, Raḥīm Yār Khān Campus, Pakistan
Email: editor.alraqim@iub.edu.pk

حرمت اکتناز اور گردش زر کا اسلامی تصور

The Prohibition of Iktināz and the Islamic Concept of Currency Circulation

Muhammad Asif
Email: masif0707@gmail.com
Lecturer, Govt. Graduate College, Bahawalnagar, Pakistan.
Dr. Jawwad Mahmood
Assistant Professor, Govt. Graduate College, Bahawalnagar, Pakistan.
Email: jawwadkhakwani@gmail.com

Abstract :
In a capitalist system, wealth is concentrated in a few hands. Due to the lack of restrictions on earning wealth, two classes are born in the society, the class of the rich and the poor class. First of all, Islam forbids the use of illicit means for the accumulation of wealth and by ruling determines the share of the poor from the wealth obtained through lawful means. Due to which the wealth starts moving from the rich to the poor. This transfer of wealth increases aggregate demand in the economy. An increase in production becomes necessary to meet this increased demand, which opens up more employment opportunities for people.
Islam is a complete code of life that provides complete guidance to its followers in every aspect of life. Islam has always taken care of the collective consciousness of man. Similarly, Islam provides a valid basis for reforming the social system and eliminates the factors that lead to corruption and unrest in the society. Today our social system is suffering from corruption and lawlessness. Among the main causes of this corruption and insecurity are economic reasons (Usury, gambling, bribery, corruption, fraud ,aetkas and Iktināz) which are declared illegal by Islam. And did not allow corrupt economics to interfere in any field of affairs. Among the above-mentioned economic reasons, only the sanctity of Iktināz and its related rulings will be discussed here to clarify the concept of currency circulation in Islam.

Keywords:
Capitalist, Wealth, Production, Corruption, Provide, Similarly.

Al-Raqim Research Journal, Department of Islamic Studies, IUB, RYK Campus is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

تعارف:

سرمایہ درانہ نظام میں دولت چند ہاتھوں میں جمع ہوتی رہتی ہے ،اور دولت کمانے پر کوئی پابندی نہیں ہوتی جس کی وجہ سے معاشرے میں دوطبقات (امراء کا طبقہ اور غرباء کا طبقہ)وجود میں آتے ہیں۔اسلام اول تو ارتکاز دولت کے لیے ناجائز ذرائع کے استعمال کو حکماًروکتا ہے اور حلال ذرائع سے حاصل ہونے والی دولت میں غریبوں کا حصہ حکماً مقرر کرتا ہے جس سے دولت امراء سے غرباء کی طرف منتقل ہوناشروع ہو جاتی ہے۔اس طرح دولت جب امراء سے غرباء کی طرف منتقل ہوتی ہے تو معیشت میں مجموعی طلب میں اضافہ ہوتا ہے اس بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے پیداوار میں اضافہ ناگزیر ہو جاتا ہے۔ نتیجتاً مزید لوگوں کے لیے روزگار کے دروازے کھلتے ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور اپنے پیروکاروں کو زندگی کے ہر شعبہ میں مکمل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اس نے ہمیشہ انسان کے اجتماعی شعور کالحاظ رکھاہے۔اسی طرح اسلام معاشرتی نظام کی اصلاح کے لیے صالح بنیاد فراہم کرتا ہے اور ان عوامل کی بیخ کنی کرتا ہے جس سے معاشرے میں فساد اور بدامنی پیدا ہو جائے۔آج ہمارا معاشرتی نظام فساد اور بدامنی کا شکار ہے اس فساد اور بدامنی کے اہم اسباب میں سے معاشی اسباب (سود، قمار، جوا، رشوت، کرپشن، دھوکہ دہی، احتکار اور اکتناز)بھی شامل ہیں، جنہیں اسلام نے ناجائز قرار دیااور معاملات کے کسی شعبہ میں بھی فاسد معاشیات کو دخیل نہیں بننے دیا۔مذکورہ بالا معاشی اسباب میں سے یہاں پر صرف "اکتناز " کی حرمت اور اس سے متعلقہ احکام کو ہی زیر بحث لاکر گردش زر کے اسلامی تصور کو واضح کیا جائے گا۔

اکتناز کا مفہوم:

اکتناز کالفظ کنز سے نکلا ہے،یعنی وہ مال ودولت جو جمع کیا جائے اور اس سے خدااور بندوں کے حقوق بھی ادانہ کیے جائیں۔تفسیر ماجدی میں مولانا عبد الماجدی دریاآبادی لکھتے ہیں کہ "کنز کے لغوی معنی اس مال کے ہیں جو کسی ظرف میں محفوظ کرکے رکھا گیا ہو،یازیر زمین دفن کیا گیا ہو، لیکن حدیث نبوی اور اصطلاح شرعی میں کنز سے مراد وہ مال لیا گیا ہے جس کی زکوۃ ادانہ کی جائے

اکتناز کی حرمت قرآن وحدیث سے:

دولت حاصل کرنے کے غلط طریقوں کو حرام قرار دینے کے ساتھ قرآن مجید جائز طریقوں سے حاصل شدہ دولت کو بھی جمع کرکے روک رکھنے کی سخت مذمت کرتا ہے اور ہمیں بتاتا ہے کہ یہ بہت بڑی برائی ہے۔چنانچہ ارشادباری تعالیٰ ہے:

وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ . يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ [1]

(اور جو لوگ خزانہ بناکر رکھتے ہیں سونے اور چاندی کو اور اس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، سو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری دے دو،اس روز جبکہ اس (سونااور چاندی) کو دوزخ کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور پہلو اور پیٹھیں داغی جائیں گی (پس ان سے کہا جائے گا) یہی ہے وہ جسے تم اپنے واسطے جمع کرتے تھے، سو اب مزہ چکھو اپنے جمع کرنے کا)۔

محدث بیہقی نے نافع مولی ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جس مال کی زکوۃ ادا ہو چکی ہو وہ کنز نہیں ہے چاہے زمین کے سات پردوں میں گڑا ہو اور جس کی زکوۃ ادا نہ ہوئی وہ کنز ہے چاہے سطح زمین پر کھلا پڑا ہو۔ یہ وعید انہیں لوگوں کے لیے ہے جو غایت حرص کی بنا پر مال کے حقوق واجب ادا نہیں کرتے، اس سے ظاہر ہے کہ قرآن مجید نے جس مال کو مذموم قرار دیا ہے وہ مطلق جمع نہیں بلکہ صرف وہ جمع ہے جس میں ضروری مصارف خیر کی گنجائش نہ رکھی جائے، اس مفہوم پر اکابر صحابہ، اکابر تابعین اور جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ اس آیت میں سونے اور چاندی کا نام بطور مثال لیا گیا ہے کہ عموماً مال و جائیداد جمع کرنے کے بڑے ذریعے یہی ہیں۔[2]

اسی طرح ایک دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ جمع کرنے والوں اور مال خرچ نہ کرنے والوں کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِنْ فَضْلِهِ هُوَ خَيْرًا لَهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَهُمْ [3]

(جو لوگ اللہ کے دیے ہوئے فضل میں بخل کرتے ہیں، وہ یہ گمان نہ کریں کہ یہ فعل ان کے لیے اچھا ہے بلکہ درحقیقت یہ ان کے لیے برا ہے)۔

ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لُمَزَةٍ (1) الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَّدَهُ (2) يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ [4]

ایک (بڑی خرابی ہے ہر ایسے شخص کی جو عیب ٹٹولنے والا، غیبت کرنے والا ہو۔ جو مال جمع کرتا جائے اور گنتا جائے۔ وہ سمجھتا ہے اس کا مال اس کے پاس ہمیشہ رہے گا)۔

اسلام ارتکاز دولت کی بجائے گردش دولت کی تعلیم دیتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے **كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنْكُمْ** [5]

(خبردار ایسا نہ ہو کہ مال و دولت صرف تمہارے دولت مندوں میں ہی محدود ہو کر رہ جائے)۔

اس آیت سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ دولت ہمیشہ گردش میں رہے، اپنی ضرورت سے زائد مال حاجت مندوں کی ضروریات پر خرچ کیا جائے، اکتناز ہی کو ختم کرنے کے لیے زائد از ضرورت فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَفِي أَمْوَالِهِمْ حَقٌّ لِلسَّائِلِ وَالْمَحْرُومِ [6]

(اور ان کے مالوں میں حق ہے سائل اور نادار لوگوں کا)۔

مذکور الصدر تمام آیات سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ مال و دولت کو سمیٹ سمیٹ کر خزانہ بنا لینا مقصد نہیں، بلکہ دولت کا مقصد اجتماعی خوشحالی اور کفالت عامہ، تاکہ نظام دنیا صالح بنیادوں پر استوار ہو، حضرت مولانا حفظ الرحمان سیوہاروی ان آیات کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"ان سب آیات کی روح یہ ہے کہ دولت و ثروت جمع و ذخیرہ کرنے کے لیے نہیں ہے، بلکہ خرچ کرنے کے لیے ہے اور اس کا مصرف زاتی انفرادی تعیش کی بجائے انفرادی و اجتماعی بنیادی ضروریات کی کفالت ہے، اسی لیے ان آیات کی تفسیر میں جمہور کا مسلک یہ ہے کہ جس مال سے زکوۃ اور دوسرے مالی فرائض ادا نہ کیے گئے ہوں تو وہ مال احتکار اور اکتناز کی فہرست میں شامل ہے اور کنز سے متعلق وعید کا مصداق ہے اور اسی قسم کی دولت و ثروت کا نام سرمایہ داری ہے اور یہ حرام اور باطل ہے اور تباہ کر دینے کے قابل ہے اور اپنی ضروریات اور حاجات اصلیہ اور مالی فرائض و واجبات کی ادائیگی کے بعد بھی دولت باقی بچے تو اس کا جمع کرنا اگرچہ جائز ہے، مگر خلاف

اولی ہے۔ کیونکہ اب اس مال پر اجتماعی حقوق عائد ہو چکے ہیں اور اب اس کو اجتماعی حاجات میں صرف ہونا چاہیے اور جمہور کے خلاف ابوذر غفاری رض اور بعض علماء اسلام اس کو بھی جمع کر کے رکھنا حرام بتاتے ہیں۔[7]

شیخ الہند مولانا محمود الحسن لکھتے ہیں:

"جملہ اشیاء بدلیل فرمان خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا[8]

تمام بنی آدم کی مملوک معلوم ہوتی ہیں یعنی غرض خداوندی تمام اشیاء کی پیدائش سے رفع حوائج جملہ انسان ہے اور کوئی چیز فی حد ذاتہ کسی کی مملوک خاص نہیں بلکہ ہر چیز فی حد ذاتہ کسی کی مملوک ہے اور من جملہ سب کی مملوک ہے، ہاں بوجہ رفع نزاع و حصول انتفاع قبضہ کو علت ملک مقرر کیا گیا اور جب تک کسی شے پر ایک شخص کا قبضہ تامہ مستقلہ باقی رہے اس وقت تک کوئی اور اس میں دست درازی نہیں کر سکتا۔ ہاں خود مالک و قابض کو چاہیے کہ اپنی حاجت سے زائد پر قبضہ نہ رکھے، بلکہ اس کو اوروں کے حوالے کر دے ،کیونکہ باعتبار اصل دونوں کے حقوق اس کے ساتھ متعلق ہو رہے ہیں، یہی وجہ ہے کہ مال کثیر حاجت سے بالکل زائد جمع رکھنا بہتر نہ ہوا، اگر زکوۃ بھی ادا کر دی جائے اور انبیاء وصلحاء اس سے مجتنب رہے، چنانچہ احادیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے ،بلکہ بعض صحابہ و تابعین نے حاجت سے زائد رکھنے کو حرام ہی فرمایا ہے۔ بہر کیف غیر مناسب و غیر اولی ہونے میں تو کسی کو کلام نہیں، اس کی وجہ یہی ہے کہ زائد علی الحاجۃ سے تو اس کی کوئی غرض متعلق نہیں اور اوروں کی ملک من وجہ اس میں موجود ہے تو گویا شخص مذکور من وجہ مال غیر پر قابض و متصرف ہے"۔[9]

حضرت ابوذر غفاری کا مذہب یہ تھا کہ اہل وعیال کے نفقہ سے زیادہ روپیہ جمع کرنا قطعاً حرام ہے، وہ اسی کا فتوی دیتے اسی کی تبلیغ کرتے اور اس کا سب کو حکم دیتے تھے۔ بہر حال اسلام کے اگر سارے نظام کا جائزہ لیا جائے تو اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس کی تمام تعلیمات کا خلاصہ اکتناز ہی کی ممانعت ہے، اسلام فرد اور جماعت کی خوشحالی چاہتا ہے، محنت کو اولین حیثیت دیتا ہے اور کسی بھی صورت میں افراد کو جماعت کے استحصال کی اجازت نہیں دیتا۔

تقسیم دولت کے اسلامی اصول:

اسلام منصفانہ انداز میں تقسیم دولت کی تعلیم دیتا ہے ،اور تقسیم زر کے حوالے سے معاشرے میں افراط و تفریط کی بالکل اجازت نہیں دیتا کیونکہ اس سے معاشرے میں اونچ پنچ جنم لیتی ہے ،اور معاشرہ مختلف طبقات میں اس طرح منقسم ہو جاتا ہے کہ جس میں دیگر اخلاقی برائیاں رقابت، بغض، عداوت پیدا ہو جاتی ہیں۔ تقسم دولت کے لیے اسلام نے مختلف اقدامات اٹھائے ہیں۔ جن میں زکوۃ و عشر کا نظام، کفالت عامہ، وراثت، وقف جیسے نظام پیش کیے ہیں تا کہ دولت ایک ملکیت سے نکل کر مختلف ملکیتوں میں بٹ جائے اور دولت کا ارتکاز نہ رہے۔

زکوۃ:

زکوٰۃ، ارکان اسلام میں سے ایک اہم رکن ہے، اور قرآن کریم میں کئی ایک مقام پر نماز کے ساتھ متصل ادائیگی زکوٰۃ کا حکم بھی دیا گیا ہے۔ سورۃ المومنون میں اللہ تعالیٰ نے کامیاب اہل ایمان کے جو اوصاف بیان کیے ان میں سے ایک وصف ان کا یہ بھی بیان کیا": وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ "[10]

کہ وہ زکوٰۃ ادا کرنے والے ہیں۔ نظام زکوٰۃ کا قیام اور اس کی وصولی، یہ ریاست کی ذمہ داری ہے، چنانچہ سورۃ الحج میں ارشاد باری تعالیٰ ہے"

الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَ آتَوُا الزَّكَاةَ "[11]

کہ اگر ہم اہل ایمان کو اقتدار عطاء کریں تو وہ نماز اور زکوٰۃ کو قائم کریں گے۔ چنانچہ عہد خلافت راشدہ میں، خلفاء راشدین نے زکوٰۃ کے نظام کو قائم کر کے دکھایا اور جب منکرین زکوٰۃ کا فتنہ کھڑا ہوا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف جہاد کیا۔

عشر:

اسلام نے گردش دولت کے اصول کے پیش نظر زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ عشر کو بھی قانونی فریضہ قرار دیا، جس کی بجا آوری ضروری ہے۔ سورۃ انعام میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَ آتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ "[12]

جس دن تم فصل کاٹو تو اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرو۔ مفسرین کے نزدیک اس حق سے مراد عشر ہے۔ زکوٰۃ اور عشر کو ٹھیک طریقے سے وصول کرنے کے بعد اس کو تقسیم کیا جائے تو اس کے بہت سے فوائد مرتب ہو سکتے ہیں۔ جن میں سے ایک تو گردش دولت ہو گی اور دولت چند ہاتھوں میں مرتکز نہیں رہے گی، بیروزگاری کا خاتمہ ہو گا، دولت کی منصفانہ تقسیم ہو گی، غربت میں کمی آئے گی اور ملکی معیشت پھلے پھولے گی۔

کفالت عامہ:

اسلام نے گردش زر کے پیش نظر کفالت عامہ کا نظام دیا ہے جس کا مقصد اسلامی ریاست کے صاحب ثروت سے کچھ جائز طریقے سے لے کر اور غرباء و مساکین سے کچھ بھی نہ لے کر ریاست کے تمام شہریوں بلا تمیز مسلم و کافر، کی تمام سماجی و معاشی حاجات و ضروریات کی کفالت، غیر متوقع حادثات کا تحفظ اور نقصانات کی تلافی کی ضمانت دینا ہے۔ اس نظام میں اولیت اس بات کو دی گئی ہے کہ اسلامی ریاست کا کوئی شخص بنیادی ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے۔ یہ نظام امیر کو ترغیب و ترہیب دونوں طریقوں سے یہ درس دیتا ہے کہ غریب اور محروم تک اس کی ضروریات زندگی پہنچائے۔ سورۃ الماعون میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" أَرَأَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالدِّينِ 0 فَذَلِكَ الَّذِي يَدُعُّ الْيَتِيمَ 0 وَلَا يَحُضُّ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ [13]

کیا تو نے اس شخص کو دیکھا جو جزاو سزا کا منکر ہے؟ وہی تو ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی تلقین نہیں کرتا۔ ایک اور جگہ اہل ایمان کی ستائش کرتے ہوئے فرمایا:

" وَيُطْعِمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ مِسْكِينًا وَيَتِيمًا وَأَسِيرًا "[14]

اور وہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنا کھانا مسکین، یتیم اور قیدی کو کھلاتے ہیں۔

اسی طرح صحیح بخاری کی روایت ہے:

"مَنْ كَانَ عِنْدَهُ طَعَامُ اثْنَيْنِ فَلْيَذْهَبْ بِثَالِثٍ، وَإِنْ أَرْبَعٌ فَخَامِسٌ أَوْ سَادِسٌ "[15]

کہ جس کے پاس دو آدمیوں کا کھانا ہو وہ تیسرے آدمی کو مہمان بنا کر شامل کرے اور اگر چار کا ہو تو پانچویں یا چھٹے کو۔

ڈاکٹر نور محمد غفاری لکھتے ہیں: "اسلام کفالت عامہ کا جو تصور پیش کرتا ہے اسے وعظ و تلقین ہی تک نہیں چھوڑا، نہ اسے صرف انفرادی اور اجتماعی وجدان کے رحم و کرم کے سپرد کیا ہے بلکہ اسلامی خلیفہ کو ذمہ دار ٹھہرایا ہے کہ وہ اس نظام کو عملی جامہ پہنائے اور ہر اس رکاوٹ کو جڑ سے کاٹ دے جو اس نظام کے راستہ کا پتھر بنتی ہے"۔[16]

وراثت:

ارتکاز دولت کو کنٹرول کرنے اور تقسیم دولت کے لیے مذہب اسلام نے طرح طرح کے اقدامات کیے ہیں۔ انہیں میں سے وراثت بھی ہے۔ قرآن کریم نے وراثت، وثاء کی تفصیل اور ان کے حصص کو مکمل طور پر بیان فرمادیا ہے، اس کے ساتھ ساتھ غیر وارث رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو حق وراثت میں اخلاقی طور پر شامل کیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَإِذَا حَضَرَ الْقِسْمَةَ أُولُو الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينُ فَارْزُقُوهُمْ مِنْهُ وَقُولُوا لَهُمْ قَوْلًا مَعْرُوفًا "[17]

اور جب تقسیم کے موقع پر کنبہ کے لوگ اور یتیم اور مسکین آئیں تو اس مال میں سے ان کو بھی کچھ دو اور کے ساتھ بھلے مانسوں کی سی بات کرو۔

جمہور اہل علم کے نزدیک غیر وارث رشتہ داروں، یتیموں اور مسکینوں کو حق وراثت میں شامل کرنا ایک اخلاقی فریضہ ہے، لیکن علامہ ابن حزم ظاہریؒ کے نزدیک اس کی حیثیت فرض کی ہے۔ اسی طرح غیر وارث رشتہ دار کے لیے یہ وصیت کرنا بھی ابن حزمؒ کے نزدیک فرض ہے اور قاضی پر لازم ہے کہ وہ اس وصیت کی تنفیذ عمل میں لائے۔[18]

وقف:

تقسیم زر میں بہتری کا ایک بہترین طریقہ وقف بھی ہے، جس میں کسی بھی چیز کی ملکیت (اللہ کے لیے) روک لی جاتی ہے اور اس کا نفع عوام الناس یا اہل قرابت کے لیے صدقہ ہو جاتا ہے، امام سرخسیؒ فرماتے ہیں کہ مملوک کو غیر کی تملیک سے روک دینا وقف کہلاتا ہے۔[19]

خیبر کی زمین کے متعلق صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

" أَنْ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ أَصَابَ أَرْضًا بِخَيْبَرَ، فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَأْمِرُهُ فِيهَا، فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنِّي أَصَبْتُ أَرْضًا بِخَيْبَرَ لَمْ أُصِبْ مَالًا قَطُّ أَنْفَسَ عِنْدِي مِنْهُ، فَمَا تَأْمُرُ بِهِ؟ قَالَ: «إِنْ شِئْتَ حَبَسْتَ أَصْلَهَا، وَتَصَدَّقْتَ بِهَا» قَالَ: فَتَصَدَّقَ بِهَا عُمَرُ، أَنَّهُ لاَ يُبَاعُ وَلاَ يُوهَبُ وَلاَ يُورَثُ، وَتَصَدَّقَ بِهَا فِي الفُقَرَاءِ، وَفِي القُرْبَى وَفِي الرِّقَابِ، وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ، وَ ابْنِ السَّبِيلِ، وَالضَّيْفِ لاَ جُنَاحَ عَلَى مَنْ وَلِيَهَا أَنْ يَأْكُلَ مِنْهَا بِالْمَعْرُوفِ "[20]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیبر میں بہترین زمین ملی جس کے مصرف کی بابت آپ نے نبی کریم ﷺ سے مشورہ فرمایا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اصل زمین کو اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی پیداوار کو وقف کر دو۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے

فقراء، اقرباء، ناداروں، مسافروں، مہمانوں اور قیدیوں کے لیے پیداوار کو اس شرط پر وقف کر دیا کہ نہ تو اس کو بیچا جائے گا نہ ہی ہبہ کیا جائے گا اور نہ ہی بطور وراثت تقسیم کیا جائے گا، البتہ وقف کے متولی کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ معروف طریقے کے مطابق اس سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

مسلمانوں کی پوری تاریخ اس بات پر شاہد ہے کہ انہوں نے نہ صرف محتاج انسانوں بلکہ بیمار، لاغر اور مریض جانوروں تک کے لیے اوقاف قائم کیے۔ ان اوقاف کا فائدہ یہ ہوا کہ بے گھر افراد کو گھر میسر آتے گئے۔ مریضوں کو دواخانوں سے مفت ادویات ملتی رہیں۔ صاف پانی کے ضرورت مندوں کو میٹھے پانی کے کنویں دستیاب ہوئے، بوڑھے افراد کی زندگی ان پر بوجھ نہ بن پائی۔ غیر شادی شدہ بچیوں کے شادی کے مصارف پورے ہوتے رہے اور بیوہ اور مطلقہ خواتین باعزت زندگی بسر کرتی رہیں۔ غریب ماؤں کو اپنے بچوں کے لیے دودھ اور چینی وقف سے ملتا رہا۔ حاجت مند طلبہ کو تعلیمی اخراجات کی فکر نہ رہی۔ مسجد و مدرسہ کے اخراجات اوقاف کی زمینوں سے پورے ہوتے رہے۔ مسافروں کو پردیس میں سرائیں میسر آتی رہیں۔ لنگر سے بے یارومددگار دو وقت کی روٹی حاصل کرتے رہے۔

تقسیم دولت کے معاشرتی اثرات:

اگر دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے سے روک لیا جائے اور یہ مختلف ملکیتوں میں تقسیم ہو جائے تو اس کے بہت سے اخلاقی، معاشی اور معاشرتی اثرات مرتب ہوں گے اور معاشرہ ہر لحاظ سے پھلے پھولے گا، ذیل میں تقسیم زر کے انہیں اثرات میں سے چند ایک کو زیر بحث لایا جائے گا۔

گردش دولت:

جب کوئی معاشرہ اسلام کے وضع کردہ تقسیم زر کے اصولوں (زکوٰۃ، عشر، وراثت، وقف، کفالت عامہ) کو اپنا لے گا تو دولت امراء سے معاشرے کے دیگر طبقات غرباء، مساکین اور محرومین کی طرف منتقل ہو گی جس سے دولت کا ارتکاز ختم ہو گا اور دولت معاشرے کے تمام طبقات میں گردش کرے گی جس سے معیشت کی مجموعی طلب میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگوں کے لیے روزگار کے دروازے کھلتے ہیں۔

بیروزگاری میں کمی:

تقسیم زر کے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر معاشرے کے ہنر مند افراد (درزی، بڑھئی، دھوبی، قصاب، کاشتکار) کو ان کے کام کرنے کے آلات وغیرہ خرید کر دیئے جا سکتے ہیں جس سے ان کے روزگار کا مسئلہ حل ہو جائے گا اور معاشرے کے یہ کارآمد افراد بن جائیں گے اور معاشرے سے بیروزگاری جیسے مسئلے کا خاتمہ ہو جائے گا جو خود بہت سی معاشرتی خرابیوں کا باعث ہے۔

غربت میں کمی:

تقسیم کے زر کے اسلامی اصولوں پر عمل پیرا ہونے سے غرباء کی غربت میں بھی کمی آجائے گی اور ان میں قوت خرید پیدا ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبد العزیزؒ کے زمانہ میں جب ان اسلامی اصولوں (زکوٰۃ وعشر) کا عملی طور پر وجود تھا تو لوگ زکوٰۃ کا مال لے کر پھرتے تھے اور زکوٰۃ لینے والا نہ ملتا تھا۔

معیشت میں پھیلاو:

اسلام کے وضع کردہ تقسیم زر کے اصولوں (زکوٰۃ، عشر، وراثت، وقف، کفالت عامہ) کو اپنانے سے مراءلوگ اپنی دولت کی کمی کو پورا کرنے کے لیے رقم کاروبار میں لگائیں گے جس سے لوگوں کو روزگار بھی ملے گا اور ملکی معیشت بھی پھلتی پھولتی ہے۔

جاگیرداری کا خاتمہ:

اگر اسلام کے قانون وراثت پر عمل کیا جائے تو جاگیریں ایک ملکیت سے کئی چھوٹی چھوٹی ملکیتوں میں تقسیم ہوتی رہیں گی ، جس سے جاگیر داری کا نظام اور اس سے جنم لینے والی برائیاں خود بخود ختم ہو جائیں گی۔

زرعی پیداوار میں اضافہ:

بڑی جاگیروں میں جاگیر دار اپنی زمینوں پر پوری توجہ سے کام نہیں کروا سکتا۔اور کاشتکاری کے عمل میں خود حصہ نہیں لیتا جس کی وجہ سے بھرپور پیداوار حاصل نہیں کی جاسکتی ،اسلام کے تقسیم زر کے اصول (وراثت) کے نتیجہ میں جب بڑی جاگیروں کی تقسیم عمل میں آئے گی تو زمیں کے پہلے سے نسبتاً چھوٹے ٹکڑوں پر نئے مالکان زیادہ محنت اور توجہ سے بہتر پیداوار حاصل کر سکیں گے جس سے زرعی پیداوار میں اضافہ ، مجموعی قومی پیداوار میں اضافہ اور ملکی معاشی ترقی کی رفتار میں اضافہ ہو گا۔

خلاصہ بحث:

انسانی معاشرہ میں دولت کی حیثیت ،پانی کی سی ہے۔جب تک پانی جاری اور رواں ہے تو وہ معاشرے کی جسمانی اور روحانی حیات اور تطہیر کا سبب ہے،اس کو پینے کے لیے اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے، اور یہی پانی جب کسی جوہڑ کی صورت میں رک جاتا ہے تو یہی پانی اس معاشرے کی جسمانی اور روحانی موت کا سبب بنتا ہے۔نہ اسے پینے کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے اور نہ اس سے پاکیزگی حاصل کی جاسکتی ہے، بلکہ یہی پانی کئی وبائی امراض کے پھوٹنے کا سبب بنتا ہے۔بالکل یہی صورت انسانی معاشرہ میں دولت کی ہے، کہ جب تک دولت زکوٰۃ، عشر اور صدقات کی صورت میں گردش میں رہتی ہے تو یہ معاشرے کی مذہبی، اخلاقی اور سماجی ترقی کا باعث بنتی ہے جبکہ یہی دولت اگر چند ہاتھوں میں مرتکز ہو کر رہ جائے تو معاشرہ کئی اخلاقی اور سماجی برائیوں کا شکار ہو کر اپنا تہذیبی تشخص کھو بیٹھتا ہے۔

اسلام کے پیش کردہ تقسیم زر کے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر دولت کو چند ہاتھوں میں مرتکز ہونے سے روکا جاسکتا ہے اور دولت کو مختلف ہاتھوں میں گردش میں لا کر بہت سے مذہبی، اخلاقی، معاشرتی فوائد و ثمرات حاصل کیے جاسکتے ہیں۔

تجاویز و سفارشات:

1۔ تقسیم زر کے اسلامی اصولوں میں سے چند ایک یہاں بیان کیے گئے ہیں، ان کے علاوہ دیگر اصولوں اور ان کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

2۔ ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ گردش زر کے ان اسلامی اصولوں کی عملی تنفیذ کے لیے اقدامات کرے تاکہ معاشرے مذہبی، اخلاقی اور معاشی لحاظ سے ترقی کر سکے۔

3۔ ریاست کی ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ ارتکاز دولت اور اس کے زرائع کی بیخ کنی کرے تاکہ معاشرے سے طبقاتی تقسیم کی خلیج کم ہو سکے۔

4۔ معاشرے کے افراد کو اسلام کے پیش کردہ گردش زر کے اصولوں کی تعلیم دی جائے تاکہ وہ انہیں عمل میں لا سکیں تاکہ ایک فلاحی معاشرہ وجود میں آسکے۔

5۔ ریاست کا فرض بنتا ہے کہ وہ معاشرے کی ایسی مذہبی رہنمائی کا بندوبست کرے جس سے افراد معاشرہ کو ارتکاز دولت کی مذمت کا علم ہو اور وہ اس سے بچ سکیں۔

حواشی وحوالہ جات:

[1] Al-Qur'ān, 9:33–34.

[2] Daryābādī, ʿAbd al-Mājid, Tafsīr Mājidī (Karachi: Tājj Company Ltd., 1952), p. 403.

[3] Al-Qur'ān,3:180.

[4] Al-Qur'ān,104:1–3.

[5] Al-Qur'ān,59:7.

[6] Al-Qur'ān,51:19.

[7] Sīwāhārwī, Ḥifẓ al-Raḥmān, *Islām kā Iqtiṣādī Niẓām* (Karachi: Shaykh al-Hind Academy), 120.

[8] Al-Qur'ān,2:29.

[9] Maḥmūd Ḥasan, *Iḍāḥ al-Adillah* (India: n.p.), 268.

[10] Al-Qur'ān,23:4.

[11] Al-Qur'ān,22:41.

[12] Al-Qur'ān,6:141.

[13] Al-Qur'ān,107:1–3.

[14] Al-Qur'ān, 76:8.

[15] Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Dār Ṭawq al-Najāh), 1/124, Ḥadīth No. 602.

[16] Ghaffārī, Nūr Muḥammad, Dr., Sarmāyah Dārānah *Niẓām-e-Insurance aur Islām kā Niẓām-e-Kafālat ʿĀmmah* (Lahore: Markaz Taḥqīq, Dyal Singh Trust Library), 43.

[17] Al-Qur'ān, 4:8.

[18] Ṣiddīqī, Naʿīm Aḥmad, Dr., *Islām aur Jadīd Maʿāshī Taṣawwūrāt* (Lahore: Maktabah Dāniyāl, 2015), 68.

[19] Sarakhṣī, Shams al-Dīn, *al-Mabsūṭ* (Beirut: Dār al-Maʿrifah, 1978), 12/27.

[20] Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ* (Dār Ṭawq al-Najāh), 1/124, Ḥadīth No. 2737.